معلومات اُسے ملتی ہیں اور یہ خط اُس کے لیے اوّلین مآخذ کے طور پر کام آتے ہیں۔

''مکتوب نگاری کی تحقیقی افادیت'' کے عنوان سے لکھا جانے والا تحقیقی مقالہ چار ابواب میں منقسم ہے۔ اس میں مکتوب نگاری کی روایت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے سوانحی، تحقیقی وتنقیدی اور فکری پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔مکتوب نگاری کو اہم مآخذ تحقیق کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ اس باب میں دستاویزی تحقیق میں مکاتیب کی اہمیت کے متعلق حوالہ دیا گیا ہے اور اُردو میں مکتوب نگاری کا مفہوم، نصف ملاقات اور مکتوب نگاری کے آداب و اُصول اور مشرقی مصنفین کے خطوط کے حوالے سے تبصرہ ملتا ہے۔ اس باب میں غالب، سر سید، آزاد، شبلی، حالی، اقبال، ابو الکلام آزاد، مولوی عبد الحق وغیرہ کے مکاتیب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ غالب نے اُردو خطوط نگاری کے فن کو نمایاں خدوخال عطا کئے اور مراسلے کو ایسی حالت بخشی کہ وہ آدھی ملاقات کی بجائے پوری ملاقات بن گیا یہ خطوط اس عہد کے تہذیب و تمدن سے روشناس کراتے ہیں۔ اِن خطوط میں ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشرتی زندگی کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

دوسرا باب مکتوب نگاری کے تحقیقی پہلو (۱۹۴۷ء سے پہلے) میں مکاتیب کا سوانحی، تاریخی، ادبی، تحقیقی، تنقیدی اور فکری پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے۔ اس میں غالب کے مکاتیب اُردو و فارسی کا تحقیقی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا ہے۔ چونکہ مرزا غالب کے خطوط اُردو خطوط نگاری کی تاریخ میں منفرد امتیازات کے حامل ہیں ان کی خط نگاری کی اہم بات شخصی تفصیلات کا جذباتی ذکر ہے۔ اس کے بعد سر سید، اقبال، محمد حسین آزاد، شبلی، ابو الکلام آزاد، اکبر الٰہ آبادی، سید سلیمان ندوی اور عبد الماجد دریا بادی کے مکاتیب کا تحقیقی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا ہے اکثر خط چونکہ غیر رسمی ہوتے ہیں اس لیے ان میں مصنف کے کردار و اعمال کی صحیح تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ تیسرا باب مکتوب نگاری کے تحقیقی پہلو (۱۹۴۷ء کے بعد) کے عنوان سے ہے اس باب میں بطور خاص محققین جن میں حافظ محمود شیرانی، رشید حسن خان، علی سردار جعفری، غلام رسول مہر، مشفق خواجہ، امتیاز علی عرشی اور مالک رام اور مختار الدین کے مکاتیب کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یوں مصنفین اور محققین کے یہ خطوط ان کی زندگی اور شخصیت اور ان کے عہد کو سمجھنے کی اہم دستاویز قرار پاتے ہیں۔ محققین کے خطوط میں ایسی ادبی، علمی اور تحقیقی بخشیں ہیں جو ایک محقق

کے لیے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ چوتھا باب میں حاصل کلام کے عنوان سے ہے جو پورے تحقیقی مقالے کا نچوڑ بیان کر کے ایک نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ باب گزشتہ ابواب کا خلاصہ ہے یہ دراصل پہلے تین ابواب کے ادبی نتائج پر محاکمہ ہے۔

آخر میں کتابیات حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اس مقالے میں مکتوب نگاروں کے خطوں کے علمی تحریر کے عکس بھی دیئے گئے ہیں تاکہ محققین، ناقدین اور قارئین ان کو دیکھ کر محفوظ ہوں۔

موضوع کے انتخاب میں اپنے اساتذہ کرام کی مشکور ہوں جن میں ڈاکٹر محمد ہارون قادر (صدرِ شعبۂ اُردو)، ڈاکٹر اختر علی، ڈاکٹر تبسم کاشمیری اور ڈاکٹر سعید کا جنھوں نے مقالے کی تیاری میں میری رہنمائی کی اور جن کے مشورے ہر قدم پر میرے لیے خود اعتمادی کا باعث بنے۔ میں اپنے نگران ڈاکٹر اختر علی کی احسان مند ہوں انہوں نے اپنے گرانقدر مشوروں سے نوازا اور میری رہنمائی فرمائی۔ میں اپنے شوہر محمد نعیم طاہر کی خصوصی طور پر مشکور ہوں جنہوں نے تحقیقی کام کے دوران بھرپور تعاون کیا۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے سینئر لائبریرین محمد نعیم کی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری کتابوں کی فراہمی میں بھرپور مدد کی۔ میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے لائبریرین اور اُن کے سٹاف کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے تحقیقی کام کے دوران میرا ساتھ دیا۔ جی سی یونیورسٹی کے سٹاف جن میں محمد عمران بھی شامل ہیں ان کی بھی مشکور ہوں۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور میری کامیابی کے لیے دُعاگو رہے۔ میرے اس تحقیقی مقالے کی تکمیل میں میرے والدین، بہن بھائیوں اور خصوصاً میرے بچوں علی، افشاں، عائشہ کا بھرپور تعاون بھی ساتھ رہا۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال رہی جس کے سہارے میرا یہ تحقیقی مقالہ پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

فریضہ اشرف

جی سی یونیورسٹی، لاہور

☆☆☆